اللهم بلغنا رمضان

ماہ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر مشتمل ایک چشم کشا تحریر

رمضان بہار

HaPpY RaMaDaN

کاوش محمد عرفان طریقتی القادری
چیف ایڈیٹر بہار اسلام

بہار اسلام پبلیکیشنز
1910 ڈی ون بلاک گجر پورہ سکیم لاہور
0322-0333-4229760
0322-0313-4642506

مصنف کے دیگر تحقیقی شاہکار

صرفی قوانین پر مشتمل مقبول عام کتاب قانونچہ کھیوالی کی عام فہم شرح

فیضان جلالیہ

در شرح

قانونچہ کھیوالیہ

جامعہ جلالیہ کے اساتذہ کی طرز تدریس پر صرف ونحو کے طلباء کیلئے ایک بیش بہا تحفہ

قرآنی سورتوں کے خواص وفوائد پر علامہ یافعی کی عربی کتاب کا خوبصورت ترجمہ

نصرۃ النعیم

فی ترجمۃ

الدر النظیم

فی خواص

القرآن الکریم

غصہ آنے کی وجوہات پر جدید سائنسی واسلامی تحقیقات کا نچوڑ

غصے کے اسباب اور ان کا اسلامی حل

شعر وشاعری سے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر اور قابل اعتراض اشعار پر گرفت

شعر وشاعری اور اسلام

محبت رسول ﷺ پر ایک ایمان افروز اور باطل سوز تحریر

حلاوت ایمان

ازواج مطہرات کے مختصر حالات اور مستشرقین کے اعتراضات کا محاسبہ

حضور علیہ السلام کی

ازواجِ مطہرات

اور کثرت ازواج میں حکمتیں

جانثار مصطفیٰ علیہ السلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول کا انوکھا انداز

اقلیم عشق کے تاجدار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یزید پلید کے گھناؤنے کردار پر اپنوں بیگانوں کے ناقابل تردید بیانات

یزید

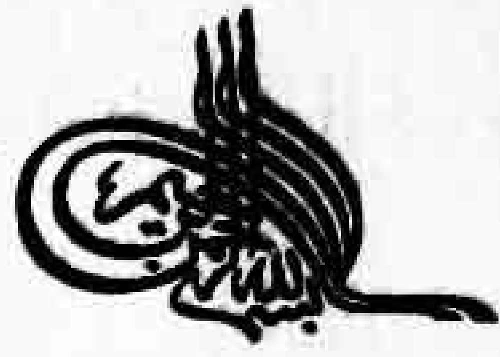
اپنے کردار کے آئینے میں

محافل میلاد میں ہونے والی غیر شرعی حرکات کا محاسبہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

میلاد ضرور مناؤ مگر......!

ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالے
''ماہنامہ بہار اسلام'' میں مطالعہ فرمائیں

بہار اسلام پبلیکیشنز
ڈی ون بلاک گجر پورہ سکیم لاہور



ماہِ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر مشتمل تحقیقی شاہکار

بہارِ رمضان

شمارہ نمبر 7　　ماہِ رمضان　　جلد نمبر 3

تصنیف

فاضل نوجوان حافظ محمد عرفان طریقتی القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہارِ اسلام

ناشر

بہارِ اسلام پبلیکیشنز

1910 ڈی ون بلاک گجر پورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور

0313 0322 4229760 0331 4642506 H_atiab@yahoo.com

نام کتاب.....................بہار رمضان

مصنف..................محمد عرفان طریقتی القادری

صفحات......................64

تعداد.......................ایک ہزار

ہدیہ.....................40 روپے

اشاعت..................بار اول (2010ء)

ناشر.................بہار اسلام پبلی کیشنز گجر پورہ سکیم لاہور

ملنے کا پتہ

بہار اسلام پبلی کیشنز

1910 ڈی ون بلاک گجر پورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور

0333-4229760

0322-4642506

h_atiab@yahoo.com

حسن ترتیب

انتساب

☆......رحمۃ للعلمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نام جن کی رحمت نے کبھی مایوس نہیں کیا۔

☆......والدین کے نام جن کی دعاؤں نے منزل کے آثار روشن کیے۔

☆......ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی صاحب کے نام جن کی راہنمائی نے منزل کا راستہ واضح کیا۔

☆......جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا کے در و دیوار کے نام جہاں سے میں نے منزل کی جانب پہلا قدم اٹھایا۔

☆......قابل صد احترام اساتذہ کرام کے نام جن کی محبتیں حوصلہ و ہمت پیدا کرتی رہیں اور جن کی جھڑکیاں اور ''ڈنڈے سوٹے'' چراغ راہ ثابت ہوئے۔

☆......ان دوستوں کے نام جو ہم مکتب تو تھے ہم کلاس نہیں۔

☆......ان دوستوں کے نام جو ہم کلاس تو تھے ہم ذہن نہیں۔

☆......ان دوستوں کے نام جو ہم ذہن تو تھے ہم قدم نہیں۔

☆......ان دوستوں کے نام جو سب کچھ تھے، ہیں اور رہیں گے۔

تحفہ بسوئے دریا آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

عبد ذوالمنن

محمد عرفان طریقتی القادری

فرماتے ہیں۔

ھو فی الشرع عبارۃ عن امساک مخصوص وھو الامساک عن الاکل والشرب والجماع من الصبح الی المغرب مع النیۃ "یعنی شرعی لحاظ سے مخصوص کاموں مثلاً کھانے، پینے اور جماع سے صبح (طلوع فجر) سے لے کر مغرب تک نیت کے ساتھ رک جانے کو روزہ کہتے ہیں۔ (کتاب التعریفات صفحہ 97 مکتبہ رحمانیہ لاہور)

روزے کب فرض ہوئے: علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ (قبلہ کی تبدیلی) کے (تقریباً ایک ماہ) بعد (دس شعبان کو) روزے فرض ہوئے۔

(درمختار جلد 2 صفحہ 80، مرقات شرح مشکوۃ، اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی اس کے بعد زکوۃ اور پھر روزے فرض کئے گئے، کیونکہ ان کاموں میں سب سے آسان اور سہل نماز ہے اس لئے سب سے پہلے نماز فرض ہوئی۔ اور پھر اس سے مشکل اور دشوار زکوۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق گذرتا ہے اس لئے نماز کے بعد زکوۃ کو فرض کیا گیا۔ اور پھر ان سب کاموں سے زیادہ دشوار اور مشکل روزہ ہے کیونکہ روزے میں نفس کو کھانے، پینے، اور عمل تزویج (جماع) سے روکا جاتا ہے جو انسان کے نفس پر بہت گراں گذرتا ہے اس لئے زکوۃ کے بعد روزے کو فرض کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بتدریج احکام شرعیہ کا نزول فرمایا اور اسی حکمت سے رسول مکرم ﷺ نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا۔

(تبیان القرآن ج 1 ص 700)

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

والخٰشعین والخاشعات والمتصدقین اور اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے والمتصدقٰت والصائمین والصائمات مرد اور عورتیں، اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

(الاحزاب 35)

ماہ رمضان المبارک کی فضیلت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اذا جآء رمضان فتحت ابواب الجنۃ وعلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین" یعنی جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف حدیث نمبر 2391/2392/2393، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1705 سنن نسائی حدیث نمبر 2101/2102)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اذا کان اول لیلۃ من شہر رمضان صفدت الشیاطین ومردۃ الجن وغلقت ابواب النیران ولم یفتح منہا باب وفتحت ابواب الجنۃ ولم یغلق منہا باب وینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصرولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة" جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے طالب خیر! آگے آ، اور اے شر ڈھونڈنے والے رک جا! اور اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ ساری رات یونہی

ہوتا رہتا ہے۔(جامع ترمذی حدیث نمبر 660 سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1705)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"من صام رمضان وقامه ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه" جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں ثواب کی غرض سے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1704 جامع ترمذی حدیث نمبر 661)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ان هذا الشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من الف شهر من حرمها حرم الخير ولا يحرم خيرها الا محروم" "یہ مہینہ تم پر ایسا آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس رات سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا اور محروم وہی رہے گا جس کی قسمت میں محرومی ہے۔(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1707)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان لله عند كل فطر عتقاء وذلك فى كل ليلة" (رمضان ایسا فضیلت والا مہینہ ہے کہ) ہر افطار کے وقت اور رات کے وقت میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1706)

روزہ کی فضیلت: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا "ان فى الجنة بابا يقال له الريان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لايدخل منه احد غير هم يقال اين الصائمون فيقومون لا يدخل منه احد غير هم فاذا دخلوا اغلق فلم يد خل منه احد" جنت میں

ایک دروازہ ہے جس کا نام "باب الریان" ہے قیامت کے روز اس سے روزہ دار داخل ہونگے اور ان کے علاوہ اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ روزہ داروں کہاں ہیں؟ (فرشتے) کہیں گے کہ اس سے ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہو جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی دوسرا اس سے داخل نہ ہو سکے گا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1769)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی "اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے" اور نمازیوں کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا اور صدقہ کرنے والوں کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! جو ان دروازوں سے بلایا گیا یہ تو خاص بات نہ ہوئی کیا کوئی ایسا ہے جس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اے ابو بکر (جن کو تمام دروازوں سے بلایا جائے) تم بھی انہیں میں سے ہو۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر 1770 صحیح مسلم حدیث نمبر 2606،)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**كل عمل ابن آدم له الا الصيام هو لى وانا اجزى به فوالذى نفس محمد بيده لخلفة فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك** "یعنی ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزے کے کہ اس کا یہ عمل خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے اللہ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر 2600)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ابن آدم کے ہر عمل میں نیکی کو دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے سوائے روزے کے کہ یہ بالخصوص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار میری وجہ سے کھانے پینے اور شہوت سے اپنے آپ کو دست بردار ہوتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک اپنے رب کی ملاقات کے وقت، اور اس کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 2603)

اللہ کے فرمان "روزہ میرے لئے ہے" کی دس وجوہات: اللہ تعالیٰ نے روزے کی اضافت اپنی طرف کی ہے اور فرمایا ہے کہ "روزہ میرا ہے" یا "روزہ بالخصوص میرے لئے ہے" حالآنکہ تمام عبادات ہی اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہیں۔ اس خصوصیت کی علماء نے متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

(1) پہلی وجہ یہ ہے کہ روزے میں ریا کاری نہیں ہوسکتی اس لئے یہ عبادت خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے بخلاف باقی عبادات کے کہ ان میں ریا کاری کا شبہ ہوسکتا ہے مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا یا بندے کو پتہ ہوتا یا اس کے رب کو اس لئے فرمایا "روزہ خاص میرے لئے ہے۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ باقی عبادات ظاہرہ کو فرشتے لکھ لیتے ہیں مگر روزے کو فرشتے نہیں لکھتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے۔

(3) تیسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے بندے کو دنیا میں کوئی ظاہری فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا اجر اس کو دے گا اس لئے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(4) چوتھی وجہ یہ ہے کہ استغناء (بے پرواہونا) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور جب بندہ دن کے ایک حصے میں اپنی ضروریات سے مستغنی (بے پروا) ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا مظہر بن جاتا ہے اس لئے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(5) پانچویں وجہ یہ ہے کہ باطل خداؤں کی عبادت رکوع، سجود، طواف اور نذرو نیاز وغیرہ کے ساتھ کی گئی ہے مگر کسی باطل اور جھوٹے خدا کی عبادت روزے کے ساتھ نہیں کی گئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(6) چھٹی وجہ یہ ہے کہ روزے کا خصوصی ثواب اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم کے ساتھ عنایت فرمائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(7) ساتویں وجہ یہ ہے کہ روزے کی جزا اللہ تعالیٰ خود ہوگا یعنی روزہ دار کو اپنا دیدار کروائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(8) آٹھویں وجہ یہ ہے کہ روزہ باقی عبادات میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے جس طرح کہ سنن نسائی میں حدیث شریف ہے "**علیك بالصوم فانه لا مثل له**" یعنی روزے کو لازم کرلو کیونکہ اس کی مثل کوئی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(9) نویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی اضافت اس کے شرف و بزرگی کی وجہ سے اپنی جانب کی ہے جس طرح کہ "ناقۃ اللہ" اور "بیت اللہ" ہے ان کے شرف کی وجہ سے ان کی اضافت اللہ کی طرف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"

(10) دسویں وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جب لوگوں کے حقوق کی وجہ سے بندے کی نیکیاں حقداروں کو دے دی جائیں گی تو روزہ ایسی واحد عبادت ہوگی جو کسی کو نہ دی جائے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "روزہ میرے لئے ہے"۔

(شرح صحیح مسلم للسعیدی جلد 3 صفحہ 146)

نبی ﷺ کے فرمان "روزہ ڈھال ہے" کی تشریح: سرکار علیہ السلام کا فرمان ہے "الصوم جنة" یعنی روزہ ڈھال ہے۔ اس کی بھی متعدد تشریحات ہیں۔

پہلی تشریح: یہ ہے کہ جب روزہ دار کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ روزے کو ڈھال بنالے یعنی یہ کہے کہ میں روزے دار ہوں۔

دوسری تشریح: یہ ہے کہ روزے دار کے سامنے جب کوئی ایسا کام آتا ہے جو اس کو گناہ پر اکسا سکے تو روزہ اس کیلئے ڈھال بن جاتا ہے اور وہ بندہ گناہ سے باز رہتا ہے۔

تیسری تشریح: یہ ہے کہ روزہ، روزہ دار کیلئے جہنم سے ڈھال بن جاتا ہے اور جہنم کی آگ کو اس سے دور رکھتا ہے اور روزہ دار کی بخشش کروادیتا ہے۔

چوتھی تشریح: یہ ہے کہ روزے کے سبب سے انسان اپنے نفس کے شر سے بچتا ہے اور اپنے بدن اور زبان کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے فرمایا "**الصوم جُنَّةٌ**" روزہ ڈھال ہے

روزے کے اسرار رموز:

(۱) روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذات میں کمی ہوتی ہے اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) کھانے پینے اور شہوانی عمل کو ترک کر کے انسان بعض اوقات میں اللہ عزوجل کی صفت صمدیہ (بے نیازی) سے متصف ہو جاتا ہے اور بقدر امکان ملائکہ مقربین کے مشابہ ہو جاتا ہے

(۳) بھوک اور پیاس پر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور مشقت برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۴) خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے اور پھر اس کا دل غرباء کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(۵) بھوک پیاس کی وجہ سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶) بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کا تکبر ٹوٹتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ کھانے پینے کی معمولی مقدار کا اس قدر محتاج ہے۔

(۷) بھوکا رہنے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور بصیرت کام کرتی ہے۔ حدیث میں ہے جس کا پیٹ بھوکا ہو اس کے فکر تیز ہوتی ہے (احیاء العلوم ج 3 ص 218) اور پیٹ (بھر کر کھانا) بیماری کی جڑ ہے اور پرہیز علاج کی بنیاد ہے (احیاء العلوم ج 3 ص 221) اور لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اے بیٹے جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر سو جاتی ہے اور حکمت گونگی ہو جاتی ہے اور عبادت کرنے کیلئے اعضاء سست پڑھ جاتے ہیں، دل کی صفائی میں کمی آجاتی ہے اور مناجات کی لذت اور ذکر میں رقت نہیں رہتی۔

(۸) روزہ کسی کام کے نہ کرنے کا نام ہے یہ کسی ایسے عمل کا نام نہیں ہے جو دکھائی دے اور اس کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات اسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات میں ریا (دکھاوا) ہو سکتا ہے روزہ میں نہیں ہو سکتا، یہ اخلاص کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۹) شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور بھوک پیاس سے شیطان کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اس طرح روزہ سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔

(۱۰) روزہ امیر اور غریب، شریف اور خسیس سب پر فرض ہے اس سے اسلام کی مساوات مؤکد ہو جاتی ہے۔

(۱۱) روزانہ ایک وقت پر سحری اور افطار کرنے سے انسان کو نظام الاوقات کی پابندی کرنے

کی مشق ہوتی ہے۔

(۱۲) فربہی (موٹاپہ)، تبخیر اور بسیار خوری (زیادہ کھانا) ایسے امراض میں روزہ رکھنا صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

روزے کے طبی اور سائنسی فوائد:

روزہ اسلامی تعلیمات کا اہم ستون ہے۔ اسلام کے پیش نظر جس معاشرے کا قیام ہے روزہ اس معاشرے اور نظام کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ روزے سے تزکیہ نفس اور روح کی پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ روزہ صبر و تحمل اور نظم و ضبط پیدا کرتا۔ دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر غریبوں کے مصائب کا صحیح احساس ہوتا ہے، روزے سے خضوع و خشوع، تقویٰ و پرہیز گاری اور صداقت و امانت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، روزہ مسلمانوں کو ذوق عبادت سے سرشار کرتا ہے۔

روزہ کے طبی فوائد: یہ تو روزے کے روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلو ہیں اگر ہم اس کے طبی پہلو کا جائزہ لیں تو ہم پر درخشاں حقیقت آشکار ہوگی کہ روزہ طبی طور پر بھی مفید ہے۔

طب جدید نے تو فاقہ کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ مغرب میں اب فاقہ کو مستقل علاج کی حیثیت حاصل ہے۔ یورپ کے طبی ماہرین تو ہفتہ میں ایک روزہ (فاقہ) کی تلقین کرتے ہیں، روزہ معدہ کو آرام دیتا ہے۔ غذا کے ہضم ہونے میں بدن کی قوت صرف ہوتی ہے فاقہ سے یہ قوت ہضم کی بجائے بدن کے ردی مواد اور سمیات کے اخراج پر صرف ہوتی ہے۔ بدن سے فاسد اور گندہ مادہ خارج ہوجاتا ہے اور جسم پاک ہوجاتا ہے۔ پرانے امراض میں تو روزہ بے حد مؤثر ہے۔ دائمی نزلہ، ذیابیطس (شوگر) خون کے بڑھے ہوئے دباؤ میں مفید ہے۔

روزہ کا ایک افادی پہلو یہ بھی ہے کہ سیگریٹ اور حقہ کے عادی افطار کے بعد ہی

سگریٹ یا حقہ کا استعمال کر سکتے ہیں، اس طرح ان کے استعمال میں کمی ہو جاتی ہے، ایسے حضرات توجہ کریں تو حقہ اور سگریٹ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یہ عظیم سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھتے ہیں۔ کفر و الحاد کے اس دور میں مسلمانوں نے ایمان کی شمع کو فروزاں رکھا۔ رسول اکرم ﷺ کے معمولات پر عمل کرنا مسلمانوں کیلئے باعث فخر ہے۔

روزے کا نظام ہضم پر اثر: نظام ہضم جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ایک دوسرے سے قریبی طور پر ملے ہوئے بہت سے اعضاء پر مشتمل ہوتا ہے جیسے کہ منہ اور جبڑے میں لعابی غدود، زبان، گلا، (گلے سے معدے میں خوراک لے جانے والی) نالی، معدہ، بارہ انگشت آنت، جگر، لبلبہ اور آنتوں کے مختلف حصے وغیرہ تمام اس نظام (ہضم) کا حصہ ہیں۔ اس نظام کا اہم حصہ یہ ہے کہ یہ سب پیچیدہ اعضاء خود بخود ایک کمپیوٹری نظام سے عمل پذیر ہوتے ہیں جیسے ہی ہم کچھ کھانا شروع کرتے ہیں یا کھانے کا ارادہ کرتے ہیں یہ پورا نظام حرکت میں آجاتا ہے اور ہر عضو اپنا کام شروع کر دیتا ہے یہ ظاہر ہے کہ سارا نظام چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر ہونے کے علاوہ اعصابی دباؤ اور غلط قسم کی خوراک کی وجہ سے ایک طرح سے گھس جاتا ہے۔ اور روزہ ایک طرح سے اس سارے نظام پر ایک مہینے کا آرام طاری کر دیتا ہے۔

حقیقت میں روزے کا حیران کن اثر خاص طور پر جگر پر ہوتا ہے کیونکہ جگر کے کھانا ہضم کرنے کیلئے علاوہ بھی پندرہ مزید عمل ہوتے ہیں یہ اس طرح تھکان کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور روزے سے جگر کو کم از کم چار گھنٹے کا آرام مل جاتا ہے جو کہ روزے کے بغیر بالکل ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصے کے برابر بھی اگر کوئی چیز معدے میں داخل ہو جائے تو تو پورے نظام ہضم کا کمپیوٹر اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور جگر فوراً

عمل میں مصروف ہو جاتا ہے۔ سائنسی نقطہ نظر سے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک مہینہ تو لازمی ہونا چاہئے۔

روزے کے دوران خون پر فائدہ مند اثرات: دن میں روزے کے دوران خون میں کمی ہو جاتی ہے یہ اثر دل کو انتہائی فائدہ اور آرام مہیا کرتا ہے۔ زیادہ اہم یہ بات ہے کہ سیلوں کے درمیان مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹشوز یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے، پٹھوں پر دباؤ یا عام فہم میں ڈائسٹالک دباؤ دل کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے روزے کے دوران ڈائسٹالک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام یا ریسٹ کی صورت میں ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ اور ہائپر ٹینشن کا شکار ہے، رمضان المبارک کے ایک مہینے کے روزے بطور خاص ڈائسٹالک پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

روزے کا سب سے اہم اثر دوران خون پر اس پہلو سے ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس سے خون کی شریانوں پر کیا اثر پڑتا ہے اس حقیقت کا علم اب عام یہ ہے کہ خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی ماندہ مادے کا پوری طرح تحلیل نہ ہونا ہے جبکہ دوسری طرف روزے میں خاص طور پر افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہو چکے ہوتے ہیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء جم نہیں پاتے اس طرح شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں، چنانچہ موجودہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں (جن میں شریانوں کی دیواروں کی سختی نمایاں ترین ہے) سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے۔ چونکہ روزے کے دوران گردے جنہیں دوران خون ہی کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے آرام کی حالت

میں ہوتے ہیں اسلئے جسم کے اعضاء کی قوت بھی روزے کی برکت سے بحال رہتی ہے۔

خون کی تشکیل اور روزہ: خون ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے جب کبھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے تو ایک خودکار نظام ہڈی کے گودے کو متحرک کر دیتا ہے، کمزور اور لاغر لوگوں میں یہ گودہ خاص کر سست حالت میں پایا جاتا ہے، یہ کیفیت بڑے بڑے شہروں میں رہنے والوں کے ضمن میں بھی پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے پیلے چہروں میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کر سکتے ہیں۔

بہر حال یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص خون کی پیچیدہ بیماری میں مبتلا ہوا اسے طبی معائنہ اور ڈاکٹر کی تجویز کو ملحوظ خاطر رکھنا ہی پڑے گا، چونکہ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے یہ ہڈی کے گودے کیلئے ضرورت کے مطابق مُواد مہیا کرتا ہے جس سے بآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے۔ اس طرح روزے سے متعلق بہت سی اقسام کی حیاتیاتی برکات کے ذریعے ایک دبلا پتلا شخص اپنا وزن بڑھا سکتا ہے اسی طرح موٹے اور فربہ لوگ بھی روزے کی عمومی برکات کے ذریعے وزن کم کر سکتے ہیں۔

روزے کا عصابی نظام پر اثر: اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزے کے دوران چند لوگوں میں پیدا ہونے والا چڑچڑاپن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس قسم کی صورت حال ان انسانوں کے اندر انانیت یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے عبادات کی بجاآوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام نفرتوں اور غصے کو دور کرتی ہے اس سلسلے

میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کے وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح آج کے دور کے شدید مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں تقریباً مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔

روزے کے دوران ہماری جنسی خواہشات بھی چونکہ علیحدہ ہو جاتی ہیں اس وجہ سے بھی ہمارے اعصابی نظام پر منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

روزہ اور وضو کے مشترکہ اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے جو صحت مند اعسابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ انسانی تحت الشعور جو رمضان المبارک کے دوران عبادت کی مہربانیوں کی بدولت شفاف اور تسکین پذیر ہو جاتا ہے اعصابی نظام سے ہر قسم کے تناؤ اور الجھن کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

کھجور سے روزہ افطار کرنا اور جدید سائنسی تحقیق: روزہ افطار کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کو کھجور بہت پسند تھی اور اگر کبھی کھجور میسر نہ ہوتی تو آپ ﷺ پانی سے روزہ افطار کر لیتے۔ حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص تم میں سے افطار کرنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ کھجور سے افطار کرے اس لئے کہ کھجور برکت کا سبب ہے اور اگر کسی کو کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی پاک کرنے والا ہے"۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث 631 سنن ابی داؤد رقم الحدیث 2008 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1689 مسند احمد رقم الحدیث 15633 سنن الدارمی رقم الحدیث 1639)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھنے سے قبل تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے اور اگر تازہ کھجور نہ ہوتی تو چند چلو پانی

پی لیتے۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث 632 سنن ابی داؤد رقم الحدیث 2009 مسند احمد رقم الحدیث 12215)

طبی اور سائنسی فوائد: افطار کے وقت ایسے پھل یا غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ کمزوری دور کرنے کے علاوہ بدن کی غذائی کمی کو پورا کرے، جس پھل یا غذا میں مختلف غذائی اجزاء اور حیاتین ہوں تاکہ غذائی کمی کو پورہ کرنے کیلئے مختلف غذاؤں یا پھلوں کی بجائے ایک ہی پھل یا غذا استعمال کرسکیں۔

اور کھجور ان تمام خصوصیات کی حامل ہے، جدید غذائی تحقیق کی رو سے کھجور میں لحمی اجزاء (پروٹین) نشاستہ دار اجزاء، چکنائی، چونا، فاسفورس اور فولاد ہے، یہ حیاتین الف، ب، ج (Vitamin A,B,C) سے بھرپور ہے۔ کھجور بڑی مقوی غذا ہے، ایک چھٹانک کھجور میں ایک سو ساٹھ 160 حرارے قوت ہوتی ہے۔ طب یونانی کی رو سے کھجور گرم ہے، مقوی بدن ہے، بدن میں خون پیدا کرتی ہے، کمر اور گردہ کو طاقت فراہم کرتی ہے، کھجور بڑوں اور بچوں کیلئے یکساں مفید ہے۔ اس کا باقاعدہ استعمال قبض سے نجات دلاتا ہے۔

روزے میں صبح سحری سے شام تک کچھ کھایا پیا نہیں جاتا اور جسم کے کیلوریز حرارے مسلسل کم ہوتے رہتے ہیں اس کیلئے کھجور ایسی معتدل اور جامع چیز ہے کہ جس سے حرارت اعتدال میں آجاتی ہے اور جسم گوناگوں امراض سے بچ جاتا ہے، اگر جسم کی حرارت کنٹرول نہ کی جائیں تو مندرجہ ذیل امراض پیدا ہونے کے خطرات ہوتے ہیں۔

(۱) لو بلڈ پریشر (۲) فالج (۳) لقوہ (۴) سر کا چکرانا وغیرہ

غذائیت کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی کے مریضوں کے لئے افطار کے وقت فولاد کی اشد ضرورت ہوتی ہے، جو کہ کھجور میں قدرتی طور پر میسر ہے۔ بعض لوگوں کو خشکی ہوتی ہے ایسے

لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو ان کی خشکی بڑھ جاتی ہے ان لوگوں کیلئے کھجور نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔

گرمیوں کے روزے میں چونکہ روزہ دار کو پیاس لگتی ہے اگر افطار کے وقت فوراً ٹھنڈا پانی پی لیا جائے تو معدے میں گیس، تبخیر اور جگر کے ورم کا سخت خطرہ ہوتا ہے اور اگر یہی روزہ دار کھجور کھا کر پانی پی لے تو بے شمار خطرات سے بچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی جس آیت میں روزے کا حکم دیا ہے ملاحظہ فرمائیں......

اے ایمان والو! تم پر بھی روزے فرض کئے گئے جس طرح کے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تمہیں پرہیز گاری ملے۔ یہ گنتی کے چند دن ہیں سو اگر تم میں سے کوئی شخص سفر پر ہو یا بیمار ہو (اور روزہ نہ رکھ سکے) تو اتنے دن بعد میں (قضا) کر لے۔ اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ اس کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں، اور جو اپنی طرف سے زیادہ نیکی کرے تو اس کیلئے بہتر ہے۔ اور روزہ رکھنا ہی تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

روزے کے بارے جدید طبی اور سائنسی تحقیقات پڑھنے کے بعد اس آیت کا سمجھنا کسی ہوشمند انسان کے کچھ مشکل نہیں۔ آیت کے آخری حصے پر غور کریں تو ایمان تازہ اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے......

اگر تم جانتے ہو تو تمہارے لئے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے یعنی اگر تم جسم کے حیاتیاتی علم کو جانتے ہو تو تمہارے لئے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے بیماروں کا تذکرہ کیا کہ اگر روزہ نہ رکھ سکیں تو بعد میں رکھ لیں یا کفارہ ادا کر دیں اور پھر فرمایا کہ اگر تم جانتے ہو تو تمہارے لئے رکھنا ہی بہتر ہے، اس کے بارے جدید طبی فوائد آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں کہ روزہ بیماروں کے لئے کس حد تک مفید و مد ہے

روزہ کس کس پر فرض ہے؟: روزہ کس کس پر فرض ہے اس کے بارے میں علامہ حسن الوفائی الشرنبلالی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں "**ھو فرض اداء او قضاء علی من اجتمع فیہ اربعۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والعلم بالوجوب**" یعنی روزہ ادا ہو یا قضا ہر اس آدمی پر فرض ہے جس میں یہ چار چیزیں موجود ہوں (1) اسلام یعنی وہ بندہ مسلمان ہو کافر پر روزہ فرض نہیں ہے۔(2) بالغ ہو نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں ہے۔(3) عقل مند ہو پاگل اور مجنون پر روزہ فرض نہیں ہے۔(4) روزہ رکھنے والے کو اس کے وجوب کا علم ہو۔ (نورالایضاح عربی صفحہ 149)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا: بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ دیکھنے یا سوچنے سے انزال ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹتا (اگرچہ بہت دیر تک دیکھتا یا سوچتا رہا)۔ تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (اگرچہ اس کا ذائقہ حلق میں ہی محسوس کیوں نہ ہو)۔ سنگی لگوائی یا غیبت کی یا روزہ توڑنے کی نیت کی مگر توڑا نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزہ دار کے اپنے عمل کے بغیر (یعنی خود بخود) دھواں، یا غبار حلق میں داخل ہو گیا (اگرچہ چکی کا غبار ہی کیوں نہ ہو)۔ مکھی یا دواؤں کا اثر حلق تک پہنچ گیا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (اگرچہ روزہ یاد بھی ہو)۔ صبح جنابت کی حالت میں اٹھا اور دن بھر بھی جنبی ہی رہا پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ عضو مخصوص میں پانی یا تیل ڈالا یا نہر (یا کسی تالاب یا حوض وغیرہ) میں غوطہ لگایا اور پانی کان میں چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ استمنا بالید (مشت زنی) سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ لکڑی کے ساتھ کان صاف کیا تو اس کے ساتھ میل نکل آیا اور پھر اس کو دوبارہ کان میں داخل کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ناک میں رینٹھ داخل ہوئی پھر جان بوجھ کر اسے اوپر چڑھا لیا یا نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قے (الٹی) غالب آ گئی اور روزے

دار کے اپنے عمل کے بغیر واپس لوٹ گئی تو اگرچہ منہ بھر کے بھی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دانتوں کے درمیان کوئی چیز تھی اور اسے کھالیا اگر چنے کی مقدار سے کم تھی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (منہ کے) باہر سے کوئی چیز تل کے برابر منہ میں ڈال کر چبائی یہاں تک کہ وہ چھٹ گئی مگر حلق میں اس کا ذائقہ محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کسی چیز کو چکھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: روزہ دار بھول کر کوئی چیز کھا رہا تھا اور کسی نے دیکھ لیا اگر روزہ دار کمزور ہے تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اور اگر تندرست وطاقت ور ہے تو یاد دلانا واجب اور ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے غسل کیا اور پانی کی خنکی جسم کے اندر تک محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف اس کی تری منہ میں باقی رہ گئی اور اسے نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ یاد ہو کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حقہ، سگار، سگریٹ، وغیرہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تمباکو یا پان کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ تھوک باہر پھینک دی ہو۔ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گل جاتی ہیں وہ منہ میں رکھیں اور تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ کوئی چیز جو منہ میں ہی تھی اگر چنے کی مقدار سے زیادہ تھی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر کم تھی اور منہ سے نکال پھر دوبارہ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ خون نکل کر حلق سے نیچے اتر گیا اگر تھوک کے برابر تھا یا زیادہ تھا یا کم تھا اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (لیکن اگر خون کم تھا اور تھوک زیادہ اور اس کا مزہ بھی محسوس نہیں ہوتو روزہ نہیں ٹوٹتا)۔ روزے کی حالت میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروب آفتاب سمجھ کر

افطار کیا اور آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا (اور اس پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے) پیٹ یا دماغ میں کوئی زخم تھا اور دوائی ڈالی اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ کھجور وغیرہ کی گٹھلی یا روئی یا کاغذ یا بھی دانہ اگر پکا ہوا ہو کھالیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ کلی کر رہا تھا کہ بغیر ارادے کے پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور وہ دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ سوتے ہوئے پانی پی لیا یا منہ کھولا تھا کہ پانی یا "اولا" منہ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ منہ میں کوئی رنگین ڈوری یا دھاگہ وغیرہ رکھا تھا اور اس نے رنگ چھوڑ دیا اور روزہ دار نے تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر آنکھ سے آنسو نکل کر منہ میں چلا گیا اگر قطرہ دو قطرے تھے تو نہیں اگر زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی منہ میں محسوس ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا (پسینے کا بھی یہی حکم ہے۔) استنجاء کرتے ہوئے پانی پیٹ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی تحقیق: زمانہ بدلنے سے مسائل بھی بدل جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں علماء نے صرف مفروضات کے ذریعے احکام نکالے تھے کہ اگر بالفرض ایسا ہو جائے تو ویسے کرلو۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا انجکشن (ٹیکا) لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے علامہ غلام رسول سعیدی دام ظلہ رقم طراز ہیں۔......

تحقیق یہ ہے کہ (انجکشن لگوانے سے) روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قدیم فقہاء کے دور میں انسانی جسم اور اس کے اعضا کی پوری تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ اور ان کے نظریات محض مفروضات پر مبنی تھے۔ انہوں نے انسان کے جسم کا مکمل مشاہدہ اور تجزیہ نہیں کیا تھا مگر اب تحقیق سے کئی ایسی باتیں سامنے آئی ہیں جن سے ان کے نظریات غلط ثابت ہوئے ہیں۔ مثلاً فقہاء کا مفروضہ تھا کہ دماغ اور معدہ میں ایک منفذ (راستہ) ہے جس سے کوئی چیز دماغ کے

راستے معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ ان کے درمیان ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کا مفروضہ تھا کہ کان اور معدہ میں کوئی منفذ (راستہ) ہے جس سے ایک چیز کان کے راستے معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہیں مفروضات کی بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ جوف معدہ یا جوف دماغ میں کوئی چیز چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن یہ فقہاء غلطی پر تھے کیونکہ اس زمانے میں پوسٹ مارٹم کے ذریعے جسم کے تمام رگ و ریشہ کا مکمل مشاہدہ و مطالعہ نہیں کیا گیا تھا۔ نیز ان کے زمانے میں جسم کو غذا یا دوا کے ذریعے منفعت پہنچانے کا ذریعہ صرف معدہ کا نظام ہضم تھا، اس لئے انہوں نے کہا دوا یا غذا معدے میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جب ہم منہ کے ذریعے دوا کھاتے ہیں تو معدہ کے ہضم کرنے کے بعد وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں نہ مل جائے اس کا اثر مرتب نہیں ہوتا، پہلے تو اس سے استفادہ کا صرف یہی ایک طریقہ تھا لیکن اب میڈیکل سائنس نے ترقی اور انجکشن کے ذریعے دوا کو براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے، بعض اوقات کسی عارضہ کی وجہ سے معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور منہ سے دوا کھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا بعض دفعہ اس قدر الٹیاں آتی ہیں کہ جو دوا کھاؤ وہ فوراً الٹی کے ذریعے نکل جاتی ہیں پہلے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجکشن کے ذریعے براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ لہذا منہ کے ذریعے دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجکشن کے ذریعے دوا خون میں پہنچانے سے بطریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعے دوا کھانے سے معدہ کے عملِ ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے اور انجکشن کے ذریعے اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لئے جس طرح منہ کے ذریعے دوا کھانے سے روزہ ٹوٹتا اسی طرح دوا کا انجکشن لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 707 وشرح صحیح مسلم جلد 3 صفحہ 107 وضمیمہ)

مفتی محمد عبدالقیوم خان ہزاوی صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے چاہے وہ رگ میں لگوایا جائے یا گوشت میں۔ (منہاج الفتاویٰ جلد 2 ص 503)

البتہ مفتی اصغر علی رضوی جلالی صاحب بھکھی شریف، نے علامہ سعیدی صاحب کی اسی عبارت کو لکھنے سے بعد فرمایا کہ "میں اسی بات پہ فتوی دیتا ہوں جو حضرت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب فرمائی کہ اگر نبض میں ٹیکہ لگوایا تو ٹوٹ جائے گا اور اگر گوشت میں لگوایا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا"۔ (آپ کے مسائل کا شرعی حل ص 42)

مسئلہ: دوا یا گلوکوز کا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے تو اس کی صرف قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے۔

مسافر اور بیمار کیلئے روزہ کا حکم: سفر شرعی کرنے والے مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو، یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن، تجربہ، علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خود ہو تو ان کیلئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔

(درمختار علی ہامش ردالمختار 2 صفحہ 7-116)

جس شخص کے گردہ میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں بیس پچیس گلاس پانی پینا ہوتے ہیں یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزے نہ رکھیں اور بیماری زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کریں۔ (تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 709)

شیخ فانی (بہت بوڑھے) کیلئے روزہ کا حکم: جو شخص بہت بوڑھا اور روزہ رکھنے سے

عاجز ہو اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال (ختم ہو جانے کی) توقع نہ ہو وہ روزہ کیلئے فدیہ دیں۔ (ردالمختار جلد 2 صفحہ 119)

شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کا حکم: شوگر، بلڈ پریشر، دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہو سکتیں، ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے اور عام حالت میں دمہ بھی روزوں کے منافی نہیں ہے لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے۔ اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی زیادہ پینا پڑتا ہے اس لئے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔ (تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 715)

روزے کا کفارہ: روزے کا کفارہ ایک غلام (یا لونڈی) آزاد کرنا ہے اگرچہ وہ مومن نہ ہو۔ اگر اس سے عاجز ہو تو مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے جن کے دوران عید اور ایام تشریق نہ ہوں۔ اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا صبح و شام پیٹ بھر کے کھلائے یا دو صبح یا دو شام یا شام اور سحری کھانا کھلائے۔ یا ہر فقیر کو گندم یا اس کے آٹے یا ستو سے نصف صاع دے یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع "جَو" دے یا اس کی قیمت دے۔

(نورالایضاح (عربی) صفحہ 157)

روزے دار کیلئے مکروہ امور: روزے دار کیلئے درج ذیل چیزیں مکروہ ہیں۔

بلا عذر کوئی چیز چکھنا اور چبانا، یا گوند چبانا، بوسہ لینا، اور مباشرت کرنا (جبکہ جماع کا خوف نہ ہو اگر جماع کا خوف ہو تو بوسہ وغیرہ جائز نہیں ہے)، منہ میں تھوک جمع کر کے اسے نگل لینا، اور جس چیز کا گمان ہو کہ وہ اسے (یعنی روزے کو) کمزور کر دے گی مثلاً رگ کٹوانا، اور سنگی لگوانا۔

مستحب امور: سحری کھانا، سحری دیر سے کھانا (یعنی بالکل آخری وقت میں کھانا)، اور اگر موسم ابر آلود نہ ہو تو جلدی افطار۔ (نورالایضاح عربی 160)

جس کا روزہ ٹوٹ جائے اُس کیلئے حکم: جس شخص کا روزہ ٹوٹ جائے اس پر دن کے باقی حصے میں کھانے پینے سے باز رہنا واجب ہے۔ حیض اور نفاس والی عورتیں طلوع فجر کے بعد پاک ہوں، یا کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی کافر اسلام لے آئے تو وہ بھی دن کا باقی حصہ کھانے پینے سے باز رہیں۔ آخری دو (بچے کا بالغ ہونا یا کافر کا اسلام لے آنا) کو چھوڑ کر باقی سب پر اس دن کی قضا ہوگی۔ (نورالایضاح عربی ص 160)

......تراویح کا بیان......

عالم روحانیت کا موسم بہار: رمضان المبارک عالم روحانیت کا موسم بہار ہے جس میں مختلف عبادات کے پھول کھلتے ہیں یہی وہ موسم ہے جس میں عبادات کے لگے ہوئے پودے تناور درخت بن جاتے ہیں اور ان پر ثوابات کے پھل پک کر مالیان عبادت کو خوش ذائقہ لذت سے محظوظ کرتے ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ اس ماہ مبارک میں ہر مسلمان مختلف طریقوں سے اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اللہ کے پیارے محبوب امام الانبیاء ﷺ نے بھی اس مبارک مہینے میں کئی طرح سے عبادت فرمائی اور اپنے غلاموں کو بھی اس کی ترغیب دی۔ عباداتِ رمضان میں سے نہایت اہم اور ضروری عبادت ''نماز تراویح'' ہے جس کو نماز عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد اور وتر پڑھنے سے پہلے نہایت ذوق وشوق سے ادا کیا جاتا ہے۔ رسول اعظم ﷺ کو نماز تراویح سے بہت پیار اور لگن تھی یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو نماز تراویح پڑھنے کی ترغیب دی، مگر جہاں آپ ﷺ کو نماز تراویح سے پیار تھا تو وہیں آپ کو اپنی امت مرحومہ پر سختی اور مشقت بھی ناگوار گذرتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو نہ تو اس کی باقاعدہ جماعت کروائی اور نہ ہی سختی سے ساتھ کوئی تاکیدی حکم صادر فرمایا، مگر یہ بات مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز تراویح کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔

نماز تراویح کے فضائل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان (نماز تراویح) کی بہت ترغیب دلایا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے کہ ''جس نے رمضان (المبارک) کے مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی نماز تراویح ادا کی) تو اس کے گذشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم رقم

الحدیث 1266 صحیح بخاری رقم الحدیث 36,1869,1870 سنن الترمذی رقم الحدیث 736 سنن النسائی رقم الحدیث 2,2167,2165,1585,1584 مسند احمد رقم الحدیث 7455 موطا امام مالک رقم الحدیث 230 سنن الدارمی رقم الحدیث 1711)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ نے تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس میں قیام (تراویح) سنت قرار دی ہیں۔ لہذا جو شخص اس مہینے میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھے گا اور قیام کرے گا (تراویح پڑھے گا) تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جائے گا جس طرح اس دن پاک تھا جس دن اسے ماں نے جنم دیا تھا۔

(سنن النسائی رقم الحدیث 2180 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1318)

ان احادیث میں تعداد کا ذکر نہیں: ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس کس طرح گناہوں کی معافی اور ثوابات کے وعدوں کے ساتھ امت کو دعوت تراویح دی ہے۔ مگر ان احادیث سے نہ تو رسول اللہ ﷺ کا تراویح کی جماعت کروانا ثابت ہے اور نہ ہی تراویح کی کوئی تعداد معین کرنے کا ذکر ہے۔

کیا نبی ﷺ نے باجماعت تراویح پڑھی: حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک مرتبہ (رمضان المبارک میں) رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز ادا فرمائی، اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ وہی نماز ادا کی۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپس میں رات والی نماز کا تذکرہ کیا لہذا دوسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ صبح لوگوں نے اس نماز کا چرچا کیا اور

تیسری رات اس سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، چوتھی رات آئی تو لوگ اتنی تعداد میں جمع ہو گئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی (مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے) اور آپ ﷺ نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا "تمہارا یہاں پر آنا مجھ پر مخفی نہ تھا (یعنی میں جانتا تھا کہ تم لوگ جمع ہو) مگر میں اس لئے باہر نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور معاملہ اسی طرح رہا (یعنی کبھی بھی آپ ﷺ نے باجماعت نماز تراویح نہیں پڑھائی) (صحیح بخاری رقم الحدیث 1873 صحیح مسلم رقم الحدیث 1271 سنن النسائی رقم الحدیث 1586 سنن ابی داؤد رقم الحدیث 1166 مسند احمد رقم الحدیث 24194 موطا امام مالک رقم الحدیث 229)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مرتبہ رمضان المبارک میں تین دن تک جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھائی مگر اس حدیث میں بھی تعداد کا کوئی ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات پڑھائیں۔ اس کی مزید تفصیل اس حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (آپ فرماتے ہیں) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اور آپ ﷺ نے ہمیں رات کے وقت کوئی نماز (جماعت کے ساتھ) نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ پورا مہینہ گزر گیا اور صرف سات دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی (یعنی 23 ویں رات کو) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھ دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی (یعنی 24 ویں رات کو نماز نہیں پڑھائی) پھر جب پانچ دن رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی (25 ویں رات

میں) یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ باقی رات بھی ہمیں نماز پڑھا دیتے تو اچھا ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص عشاء کی نماز پڑھ کر گھر چلا جائے ساری رات نماز پڑھنے والا شمار ہوتا ہے۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں پھر چار دن باقی رہ گئے اور آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی (26ویں رات میں) پھر جب تین دن باقی رہ گئے (یعنی ستائیسویں رات میں) آپ ﷺ اپنے گھر والوں، عورتوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ تشریف لائے اور اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ ہم سے "فلاح" رہ جائے گی۔ حضرت جبیر بن نفیر کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے؟ تو ابوذر نے فرمایا" سحری"۔ ابوذر فرماتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے باقی ایام میں ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث 1167 سنن الترمذی رقم الحدیث 734 سنن النسائی رقم الحدیث 1347 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1317 مسند احمد رقم الحدیث 20450 سنن الدارمی رقم الحدیث 1712)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری زندگی رمضان المبارک میں صرف تین راتیں (تیئسویں، پچیسویں اور ستائیسویں) رات کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی ان تین راتوں کے علاوہ آپ ﷺ نے کبھی بھی باجماعت نماز تراویح نہیں پڑھائی۔ آپ احباب نے اندازہ لگایا ہوگا کہ ان احادیث میں صرف باجماعت نماز تراویح کا ذکر ہے تعداد کی کوئی حد معین نہیں جبکہ کچھ لوگ اپنی جانب سے 8 رکعات کا اضافہ کرکے" قرآن وحدیث" پر عمل کرنے کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہیں جن کے بارے میں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان کا یہ قول مستانے کے "قلندر رم مستم" کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

احادیث میں تعداد رکعات: اب تک آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف تین

دن باجماعت نماز تراویح پڑھائی مگر آیئے اب دیکھتے ہیں کہ تعدادِ رکعات کے حوالے سے آپ ﷺ کا کیا معمول تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس 20 رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 صفحہ 294 بیہقی جلد 2 صفحہ 496 معجم کبیر للطبرانی جلد 11 ص 393)

بات غور طلب ہے۔ حدیث مبارک کے الفاظ کچھ یوں ہیں "کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر" "کان یصلی" کے بارے غیر مقلدین حضرات کے چوٹی کے عالم "مولوی صادق سیالکوٹی" فرماتے ہیں۔

"کان یصلی" استمرار کیلئے آتا ہے جس کا معنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کرتے تھے۔ (صلوۃ الرسول صفحہ 241)

یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بیس رکعت نماز تراویح ادا کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کا اپنا یہ معمول تھا کہ ہمیشہ بیس رکعات ادا فرمائیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب لوگوں کو پڑھائیں تو 8 یا گیارہ پڑھادیں ہوں۔ یقیناً آپ ﷺ نے اپنی روٹین نہیں توڑی اور لوگوں کو بھی بیس رکعات ہی پڑھائیں۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں یہ باتیں اپنی جانب سے کہہ رہا ہوں بلکہ میری اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعات پڑھائیں (یعنی چار فرض اور بیس تراویح)

(تاریخ جرجان صفحہ 275)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی ہمیشہ سے بیس رکعات پڑھا کرتے اور جب لوگوں کو تین دن باجماعت تراویح پڑھائی تو ان کی تعداد بھی بیس ہی تھی۔ اگر چہ پھر

آپ ﷺ نے لوگوں کو باجماعت نماز تراویح نہیں پڑھائی اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں باجماعت تراویح کا اہتمام ہوا مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں نماز ادا کرتے ہیں تو آپ نے ان کو ایک امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے کا پابند بنا دیا۔

پہلا خوبصورت بدعتی: حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت عمر اور میں (رضی اللہ عنہما) مسجد کی جانب نکلے تو دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں نماز ادا کر رہے ہیں، کوئی اکیلا پڑھ رہا تھا تو کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز ادا کر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں ان کو ایک قاری کی اقتداء میں جمع کر دوں تو بہتر رہے گا، آپ نے اس بات کا پکا ارادہ کیا اور لوگوں کو حضرت ابو بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ پھر ایک رات میں حضرت عمر کے ساتھ مسجد میں آیا تو دیکھا کہ لوگ حضرت اُبی بن کعب کی اقتداء میں نماز (تراویح) ادا کر رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ نئی چیز (بدعت) کتنی اچھی ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 1871 موطا امام مالک رقم الحدیث 231)

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے باقاعدہ طور پر لوگوں کو نماز تراویح باجماعت کیلئے جمع کیا اور آج کے لوگوں کے نزدیک بدعتی ٹھہرے۔ اللہ کی قسم اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا حسین بدعتی ہماری جماعت میں ہے تو ہمیں بدعتی کہلوانے میں کوئی عار نہیں۔

پہلے مقرر کردہ امام نے کتنی تراویح پڑھائیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کتنی رکعات پڑھی اور امام نے

کتنی رکعات پڑھائیں آیئے امام سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ انہوں نے کتنی رکعات پڑھائیں تھیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت عمر نے فرمایا لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں مگر صحیح طرح قرأت نہیں کر سکتے لہذا اگر تم ان کو رات کے وقت (نماز تراویح میں) قرآن سنا دو تو کتنا اچھا ہو؟ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ کام پہلے نہیں ہوا (یعنی بدعت ہے) فرمایا مجھے بھی معلوم ہے مگر یہ ایک اچھی چیز ہے۔ (حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں) لہذا میں نے لوگوں کو 20 بیس رکعات تراویح پڑھائی۔ (کنز العمال جلد نمبر 8 صفحہ 409)

مقتدیوں کی گواہی: امام کی شہادت پڑھ لینے کے بعد مقتدیوں کی شہادت بے فائدہ نہ ہو گی حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگ حضرت عمر کے زمانے میں تیئس 23 رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (20 تراویح تین وتر)

(موطا امام مالک رقم الحدیث 233 سنن کبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 496)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب پر جمع کر دیا جو انہیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ (جامع المسانید والسنن جلد 1 ص 55)

حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رمضان المبارک میں لوگوں کو 20 رکعات پڑھایا کرتے تھے اور تین وتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 393)

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (معرفۃ السنن والآثار جلد 4 ص 42)

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا تسامح: حضرت سائب بن یزید سے موطا امام مالک میں ایک روایت ہے کہ لوگ گیارہ رکعات (آٹھ تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے

مگر وہ امام مالک کا تسامح ہے کیونکہ گذشتہ حدیث میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت سائب بن یزید خود فرماتے ہیں ہم بیس رکعات پڑھا کرتے تھے، اور دوسری بات یہ کہ ممکن ہے حضرت عمر نے پہلے گیارہ رکعات کا حکم دیا ہو مگر ان میں قرأت لمبی ہوتی اور لوگ تھک جاتے (جیسا کہ اسی حدیث میں ہے کہ قاری ایک ایک رکعت میں سو سو آیتیں پڑھا کرتا تھا) لہٰذا حضرت عمر نے قرأت کو کم کردیا اور رکعات کی تعداد کو بڑھا کر بیس کردیا جس سے لوگوں کو کافی سکون محسوس ہوا جیسا کہ موطا امام مالک میں اسی کے ساتھ حدیث موجود ہے کہ اعرج کہتے ہیں "قاری سورۃ البقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ 12 پڑھیں جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ وہ ہلکی کر دی ہیں۔ (موطا امام مالک رقم الحدیث 234)

ہر دور میں تراویح بیس رکعت ہی رہیں: خلاصہ کلام یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھنا شروع کیں جو کہ آج تک لوگوں کا معمول ہے یاد رہے کہ صحابہ کرام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیس رکعات پڑھنے یا پڑھانے کا حکم دینا اپنی جانب سے نہیں تھا بلکہ سب جانتے تھے کہ آقا ﷺ بیس رکعات ہی پڑھتے رہے ہیں اور جو تین دن لوگوں کو پڑھائیں تھیں وہ بھی بیس رکعات ہی پڑھائی تھیں (جیسا کہ پہلے احادیث گزری ہیں) لہٰذا کسی کو بھی کوئی تعارض نہیں تھا اور تمام صحابہ نے بالاتفاق بیس رکعات تراویح ادا فرمائیں اور اس وقت سے لیکر آج تک تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور عامۃ الناس مسلمانوں کا یہی معمول رہا کہ وہ بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے پڑھاتے رہے۔ اب اس بارے میں بالترتیب دلائل ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح لوگوں نے اس طریقہ حسنہ کو ہر صدی میں قائم رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت: حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں

لوگ 20 رکعات پڑھا کرتے تھے جس کی شہادت آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں ،آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کا کیا معمول تھا۔ حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رمضان المبارک میں قرآء حضرات کو بلایا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے

(سنن کبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 496)

حضرت ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 393)

حضرت ابو الخصیب فرماتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے حلقہ احباب میں شامل ہیں) رمضان المبارک میں ہماری امامت کرواتے اور ہمیں پانچ ترویحے یعنی 20 رکعات تراویح پڑھاتے۔

(سنن کبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 496)

حضرت سعید بن ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی کے شاگرد ہیں) رمضان المبارک میں لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 393)

ان آثار سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اور آپ نے شاگردوں نے اس روایت کو قائم رکھتے ہوئے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔

بیس رکعات تراویح پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم: خلفائے راشدین سے یہ بات

پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وہ حضرات اپنے اپنے دور خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھنے کا حکم دیتے رہے لہذا آیئے دیکھتے ہیں کہ باقی صحابہ کرام کا کیا نظریہ تھا۔گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھنے کا حکم دیا اور کسی صحابی نے بھی علم انکار بلند نہیں کیا بلکہ خاموشی سے بیس رکعات تراویح پڑھنے میں مشغول ہو گئے جس کو علماء ''اجماع سکوتی'' کا نام دیتے ہیں۔اس کے علاوہ علماء کے اقوال ملاحظہ کیجئے ،چنانچہ علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو (بیس رکعت تراویح والا معاملہ) ہوا ائمہ کرام نے اس کو اجماع کی طرح شمار کیا ہے۔(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد 3 ص 515)

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں ''صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں''۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد 3 ص 194)

ان کے علاوہ علامہ ابن قدامہ حنبلی ،علامہ سید محمد مرتضی الزبیدی وغیرہما نے بھی اس بات کو نقل کیا ہے کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع ہے۔

تمام مسلمانوں کا عمل: حضرات خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جان لینے کے بعد کہ وہ بیس رکعت کے قائل تھے آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد ہر صدی میں مسلمانوں کا تعداد رکعات میں کیا نظریہ تھا اور انہوں نے کس بات پر عمل کیا۔

حضرت ابراہیم نخعی (تاریخ وفات 96ھ) کا فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام وتابعین) رمضان المبارک میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔(کتاب الآثار ص 41)

حضرت عطا ابن ابی رباح (تاریخ وفات 114ھ) کا فرمان: آپ فرماتے

ہیں میں نے لوگوں کو (رمضان المبارک میں) 23 رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا (یعنی 20 تراویح اور تین وتر) (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 393)

حضرت ابن ابی ملیکہ (تاریخ وفات 117ھ): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 393)

امام ترمذی کی زبانی اکثر اہل علم کا عمل: امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اکثر اہل علم 20 رکعت تراویح کے قائل تھے جیسا کہ حضرت عمر حضرت علی، اور نبی ﷺ کے دیگر صحابہ سے منقول ہے۔ اور یہی حضرت سفیان ثوری (متوفی 161ھ) اور حضرت عبداللہ بن مبارک (تاریخ وفات 181ھ) کا قول ہے۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث 734)

ائمہ مجتہدین کا عمل: ائمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) میں سے سوائے امام مالک کے باقی تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں جبکہ امام مالک نے نزدیک تراویح چھتیس 36 رکعت ہیں (یعنی آٹھ رکعت کا کوئی بھی قائل نہیں)۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی رقم طراز ہیں کہ "امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبل متوفی 241ھ) کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہیں اور امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ (متوفی 150ھ)، اور امام شافعی (متوفی 204ھ) رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی نظریہ ہے، البتہ امام مالک چھتیس رکعت کے قائل ہیں۔ (المغنی لابن قدامہ جلد 1 ص 456)

اسی طرح علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "رکعات تراویح میں ہمارا مذہب وتر کے علاوہ دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعات ہیں، اور یہ پانچ ترویحے ہیں اور ہر ترویحہ دو سلاموں کے ساتھ چار رکعت ہیں، یہی ہمارا مذہب اور یہی امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا

مذہب ہے۔ امام احمد اور داؤد وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے البتہ امام مالک وتر کے علاوہ نو ترویحات چھتیس رکعات کے قائل ہیں۔

(شرح المہذب جلد 4 ص 32 شرح صحیح مسلم للسعیدی جلد 2 ص 494)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد الغزالی (505ھ) رحمۃ اللہ علیہ: حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی جن کو نبی مکرم ﷺ نے نمونے کے طار پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش فرمایا (روح البیان) آپ تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں "تراویح بیس رکعت ہیں جن کا طریقہ مشہور و معروف ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔ (احیاء علوم الدین جلد 1 ص 201)

حضرت سید عبد القادر جیلانی غوث اعظم سرکار رضی اللہ عنہ: غوث اعظم فقیہ افہم حضرت سیدنا و مرشدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جن کی تاریخ وفات 561ھ ہے، تحریر فرماتے ہیں "نماز تراویح نبی مکرم ﷺ کی سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے اس طرح پانچ ترویحے ہونگے ہر چار رکعت کو ایک ترویحہ کہتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین مترجم ص 393)

صیاد اپنے دام میں: بیس رکعت تراویح کے منکرین کے امام و مجدد علامہ ابن تیمیہ جن کی تاریخ وفات 738ھ ہے یوں اپنوں کے منہ پر طمانچہ رسید کرتے ہیں۔ "یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں (صحابہ کرام) کو رمضان المبارک میں بیس رکعتیں تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے لہذا بہت سارے علماء نے اسی کو سنت قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعتیں حضرات انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں پڑھائی تھیں اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج 23 ص 112)

علامہ ابن نجیم مصری (تاریخ وفات 970ھ): (تراویح بیس رکعت ہیں) یہی

جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ 23 رکعتیں (مع وتر) پڑھتے تھے، اور اسی پر مشرق و مغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔ (البحر الرائق ج 2 ص 66)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (تاریخ وفات 1052ھ): شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے برصغیر میں علم حدیث پھیلانے کیلئے خود روانہ فرمایا آپ فرماتے ہیں "جس تعداد پر رکعات تراویح کا معاملہ پکا ہوا، صحابہ تابعین اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ تعداد مشہور ہوئی وہ بیس رکعتیں ہیں، اور جو یہ مروی ہے کہ تئیس رکعتیں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تراویح کے ساتھ وتر ملا کر تئیس رکعتیں ہیں۔

(ما ثبت بالسنۃ مترجم ص 364)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی 1176ھ): منکرین کے ہاں مجددانہ صلاحیتوں کے جامع حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی بیس رکعت کے بارے میں عجیب تحقیق پیش کرتے ہیں "تراویح کی تعداد بیس ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں (لوگوں) نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے سارے سال میں محسنین کیلئے گیارہ رکعتیں مقرر فرمائی ہیں کیونکہ سارے سال عموماً آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر پڑھے جاتے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں جب ایک مسلمان تشبہ بالملکوت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کا ارادہ کرے تو اس کیلئے مناسب نہیں ہے کہ اس کا اس سے دگنی رکعات سے کم حصہ ہو۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد 2 ص 18)

علامہ ابن عابدین شامی (تاریخ وفات 1252ھ): تراویح بیس رکعت ہیں یہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔ (درمختار معہ حاشیہ ردالمحتار

جلد 2 ص 45)

علامہ عبدالحی لکھنوی (تاریخ وفات 1304ھ): گزشتہ صدی ہجری کے علامہ عبدالحی لکھنوی مرحوم تراویح کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں، اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مداومت اختیار فرمائی۔

(تحفۃ الاخیار فی احیاء سنہ سید الابرار ص 209)

خلاصۂ کلام: اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ خیرالقرون کے دور میں عہد فاروقی سے لیکر اب سے کچھ دیر پہلے تک تمام مسلمانان عالم کم از کم بیس رکعت تراویح کے قائل وفاعل تھے، اور مشرق ومغرب میں ہر جگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی رہیں، مراکز اسلام میں سے "مدینہ منورہ" میں خلفائے راشدین حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں تراویح بیس رکعت ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں، اور آج بھی مدینہ منورہ میں بیس رکعات پر ہی عمل ہو رہا ہے۔ "مکہ مکرمہ" میں حضرت عطاء بن ابی رباح کے زمانہ تک تراویح بیس رکعت ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں حضرت عطا بن ابی رباح کی وفات 114 ہجری میں ہوئی، حضرت ابن ابی ملیکہ جن کی وفات 117ھ میں ہوئی وہ بھی یہاں بیس رکعت ہی پڑھاتے تھے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جن کی وفات 204ھ میں ہوئی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے دیکھا۔

"<u>کوفہ اور بصرہ</u>" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے بیس رکعت پڑھائی جاتی تھیں، کوفہ میں حضرت حارث اعور جن کی وفات 65ھ میں ہوئی اور آپ حضرت علی کے اصحاب میں سے ہیں بھی بیس رکعت پڑھتے پڑھاتے رہے، کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ بیس رکعت کے قائل وفاعل تھے جس کی وفات 150ھ میں ہوئی، حضرت سفیان ثوری کا بھی یہی نظریہ تھا

ان کی وفات 161ھ میں ہوئی۔ چونکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ائمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے اور مشہور امام ہیں اور بیس رکعت کے قائل ہیں لہذا آپ کے تبعین بھی ہر جگہ بیس رکعات پڑھتے رہے۔

بصرہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ، سعید بن ابی الحسن اور عمران عبدی رحمہم اللہ تعالیٰ سن 83ھ سے پہلے بصرہ کی جامع مسجد میں بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے۔

بغداد میں امام احمد بن حنبل جن کی وفات 235ھ میں ہوئی بھی بیس رکعت کے قائل تھے،" خراسان" میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیس رکعت کے قائل و فاعل تھے جن کی وفات 181ھ میں ہوئی۔

تیسری صدی ہجری کے وسط سے پہلے ہی ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل) اپنی اپنی فقہ کی تعلیم اپنے اپنے شاگردوں کو دے کر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، اور ان کے فقہی مسالک کی اشاعت اور ان پر عمل شروع ہو چکا تھا، جو کہ آج تک جاری ہے اور تقریباً ہر صدی کے فقیہ نے کم از کم بیس کا تذکرہ ہی کیا ہے۔ مشہور فقہاء کرام و بزرگان دین کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں مثلاً......

چھٹی صدی ہجری کے فقیہ و بزرگ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیس رکعت ہی بتلائی ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری علامہ ابن تیمیہ نے بیس رکعات تعداد کو اجماع صحابہ سے ثابت کیا۔

دسویں صدی ہجری میں علامہ زین العابدین ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ مصر میں یہ تذکرہ کر رہے ہیں کہ مشرق و مغرب کے تمام مسلمانوں کا عمل بیس رکعت تراویح پر ہے۔

گیارویں صدی ہجری میں علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں بیس رکعت تراویح ہی بتلاتے ہیں۔

بارھویں صدی ہجری میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہندوستان میں بیس رکعات کا تذکرہ فرماتے ہیں اوران کے تمام خاندان کا اسی پر عمل ہے۔

تیرھویں صدی ہجری کے درمیان میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ملک شام میں تذکرہ کرتے ہیں کہ اب تک مشرق ومغرب میں عام مسلمانوں کا یہی معمول ہے کہ وہ بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔(حدیث اوراہلحدیث ص 260/261)

ان حوالہ جات سے بلا شک وریب واضح وروشن ہو جاتا ہے کہ تراویح ہمیشہ سے بیس 20 رکعت ہی رہی۔ابتداء سے لیکراب تک اوران شاء اللہ ﷺ جب تک عبادات سے خلوص باقی ہے مسلمان بیس ہی پر ایقان وایمان رکھیں گے۔کچھ لوگوں نے مسلمانوں میں افتراق وفساد ڈالنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بھٹکانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے جب دلیل مانگی جائے تو ایک صحیح صریح حدیث بھی دکھانے سے منہ چراتے پھرتے ہیں مگر الحمدللہ ہم نے اس پر بیسیوں احادیث اور کتب تاریخ حوالہ جات پیش کیئے ہیں۔اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ بیس رکعت تراویح کا کوئی ثبوت نہیں تو ہم اس کے سوااور کیا کہہ سکتے ہیں کہ

کوئی دلیل نہ تھی کوئی جواز نہ تھا
عجیب لوگ تھے بس اختلاف رکھتے تھے

☆......اعتکاف کا بیان......☆

فرمانِ باری تعالیٰ ہے" ولا تباشرو هن و انتم عاکفون فی المساجد "

"اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجد میں اعتکاف میں ہو"

اعتکاف کا لغوی و اصطلاحی معنی: اعتکاف، "عکف" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ٹھہرنا، پکڑنا، قائم رہنا یا کسی جگہ بند ہونا۔ جبکہ شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں دنیاوی تعلقات اور مصروفیات اور بیوی بچوں سے الگ ہو کر عبادت کی نیت سے کسی مسجد میں قیام کرنے یا ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں ہیں۔

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں (۱) واجب (۲) سُنّتِ مؤکدہ کفایہ (۳) اعتکاف مستحب یا نفلی

(۱) واجب اعتکاف: جس اعتکاف کی نذر مانی جائے وہ واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے کسی نے شرط کے بغیر اعتکاف کی نذر مانی مثلاً کہا کہ میں اللہ کی رضا کیلئے ایک دن رات کا اعتکاف کروں گا، یا کسی شرط کے ساتھ مانی مثلاً یہ کہا کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو اعتکاف کروں گا تو یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

واجب اعتکاف کا وقت: واجب اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے اس کا کم از کم وقت ایک دن اور رات ہے۔ یا قبل طلوع فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔ ایک دن سے کم چند گھنٹے کے لئے اعتکاف کی نذر ماننا بے معنی ہے۔

(۲) اعتکاف سُنّتِ مؤکدہ کفایہ: ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سُنّتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ کفایہ مطلب یہ ہے کہ ایک بستی، علاقہ یا محلہ میں

سے کم از کم ایک مسلمان کو اعتکاف کرنا ضروری ہے اگر محلے کے تمام مسلمانوں نے اجتماعی طور پر اس سُنت کو چھوڑ دیا تو سب ہی گنہگار ہوں گے۔ اگر کوئی بھی دینی بھائی اعتکاف نہ بیٹھے تو یہ بات انتہائی تشویش ناک ہوگی کہ پورا مسلمان معاشرہ اس سے لاپرواہی برتے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء کی یہ محبوب سُنت مبارکہ بالکل ہی مٹ جائے۔

سنت مؤکدہ اعتکاف کا وقت: مسنون اعتکاف کا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروبِ آفتاب کے پہلے سے لیکر عید کا چاند نظر آنے تک ہوتا ہے، چاہے چاند 29 رمضان المبارک کو نظر آئے یا 30 رمضان المبارک کو۔ ہر حال میں مسنون اعتکاف پورا ہو جائے گا۔ اگر کوئی دینی بھائی 20 رمضان المبارک کو غروب آفتاب کے بعد اعتکاف کے لئے مسجد میں آئے گا تو اُس کا مسنون اعتکاف نہیں ہوگا اسی طرح اگر کوئی دینی بہن اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو وہ بھی اپنے گھر میں اُس مخصوص جگہ میں داخل ہو جائے جو اعتکاف کے لئے خاص کی ہے۔ عید کا چاند نظر آنے تک وہاں رہے البتہ طبعی ضرورت کے لئے جا سکتی ہے اسکا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

(۳) نفلی اعتکاف: جو اعتکاف بیان کردہ دونوں صورتوں (واجب، سنت مؤکدہ) کے علاوہ ہو وہ مستحب، یا نفلی اعتکاف کہلاتا ہے۔

نفلی اعتکاف کا وقت: یہ اعتکاف کسی بھی وقت ہو سکتا ہے اس کے لئے نہ تو وقت مقرر ہے نہ ہی کوئی مہینہ۔ یہ چند لمحات کا بھی ہو سکتا ہے۔ جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرلیں تو اعتکاف کا ثواب مل جاتا ہے۔ مسنون اور واجب اعتکاف ضرورت طبعی (پیشاب پاخانہ وغیرہ) کیلئے مسجد سے باہر جائیں تو نہیں ٹوٹتا مگر نفلی اعتکاف مسجد سے باہر جاتے ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر جب دوبارہ مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرلیں

اور اس طرح پڑھ لیں

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَافِ لِلّٰہِ تَعَالٰی

اعتکاف کی حکمتیں: اعتکاف کرنے میں حکمت یہ ہے کہ دنیاوی معروفیات اور نفسانی خواہشات سے بے تعلق ہو کر ایک کلمہ گو ایماندار فکر و عمل کی ساری قوتوں کو خدا کی یاد میں اور عبادت میں لگا دے اس عمل سے تزکیۂ نفس کی خاطر لغو باتوں او بُرائیوں سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔ شب و روز کے مجاہدے، عبادت اور ذکر و درود کی کثرت سے سکونِ قلب اور روحانی سرور حاصل ہوتا ہے اس چند روزہ تربیتی کورس سے عبادت میں خشوع و خضوع اور قرب حاصل ہوتا ہے چند دِن کا مجاہدہ دل پر گہرے اثرات چھوڑتا ہے اعتکاف بندۂ مومن کو یہ احساس دلاتا ہے کہ دنیا کی طرح طرح کی رنگینیوں اور دل کشیوں کے باوجود رب ذوالجلال سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہونا چاہیے اور اتباعِ مصطفیٰ ﷺ اور عشق رسول ﷺ خلاصہ زندگی ہونا چاہیے۔

اعتکاف کے فضائل: اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ پیارے نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ (ابوداؤد جلد ا ص ۳۳۱، بخاری ج ا ص ۲۷۱ مسلم ج ا ص ۳۷۱ ترمذی ص ۱۶۴ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۱۴، ۳۱۵، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۷۱ سنن دارمی جلد دو ص ۲۷ شرح السنہ ج ۶ ص ۳۹۱)

تمام نیکیوں کا ثواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف (اعتکاف کرنے والے) کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "اعتکاف بندے کو گناہوں سے باز رکھتا ہے اور معتکف کو تمام نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ تمام نیکیاں کرنے والے کی طرح"۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۳)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والا بہت سے دیگر نیک کام نہیں کر پاتا مثلاً جنازہ میں شرکت کرنا، کسی مریض کی عیادت کرنا، والدین کی خدمت کرنا وغیرہ، تو اللہ تعالیٰ ان تمام نیکیوں کا ثواب اسے بغیر کئے ہی عطا فرماتا ہے کیونکہ وہ اللہ کی رضا کیلئے اعتکاف بیٹھا ہے

دو حج اور دو عمرے کا ثواب: امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ پیارے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک میں آخری دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (سنن بیہقی)

ہزار سال کی عبادت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص رمضان المبارک کے اخری دس دنوں میں صدق واخلاص کے ساتھ اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار برس کی عبادت کا ثواب درج فرمائے گا، اور قیامت دن اسے اپنے عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا۔ (تذکرۃ الواعظین اردو ص 607)

آخری عشرہ میں شب بیداری: اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا آپ ﷺ رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور عبادت میں بہت کوشش فرماتے اور (اُمت کے نمونہ کے لئے) کمر ہمت باندھتے۔

(صحیح مسلم ج۱ ص ۳۷۲)

اعلیٰ ترین اعتکاف: سب سے افضل ترین اعتکاف وہ ہے جو مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کرنے کی فضیلت ہے۔ اِس کے بعد اُس اعتکاف کا درجہ ہے جو بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں کیا جائے۔ اِن مقدس مقامات

کے بعد اس اعتکاف کا مرتبہ ہے جو کسی جامع مسجد میں کیا جائے، جہاں باقاعدہ اذان ہوتی ہو ،نماز باجماعت کا اہتمام ہو اور نماز جمعۃ المبارک کا بھی۔

اعتکاف کی شرائط: اعتکافِ سنت کی وہی شرائط ہیں جو واجب اعتکاف کی ہیں۔ اور ان کی تعداد پانچ ہے جن کے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا۔

(1) نیت: نیت کے بغیر اعتکاف نہ ہوگا اگر کوئی شخص یونہی نیت کے بغیر مسجد میں ٹھہرا رہا تو یہ ٹھہرنا اعتکاف نہ ہوگا مسجد میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی رضا کی نیت کے ساتھ اور سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ کو ادا کرنے کی نیت سے ٹھہرنا اعتکاف ہے۔

(2) مسجد میں قیام: مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کریں۔ چاہے اس میں نماز پنجگانہ باجماعت کا اہتمام ہو یا نہ ہو، مسجد کے علاوہ کسی جگہ میں مردوں کا اعتکاف درست نہیں۔

(3) حدثِ اکبر سے پاک ہونا: جائے اعتکاف میں داخل ہوتے وقت مرد حالتِ جنابت سے پاک ہوں اور خواتین حیض ونفاس سے پاک ہوں۔

(4) مسلمان ہونا: اعتکاف کے لئے مسلمان ہونا اور عقلمند ہونا شرط ہے البتہ مرد وعورت کا بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ بھی جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو اس کا اعتکاف صحیح ہے۔

(5) روزہ: اعتکاف واجب اور سنت مؤکدہ کیلئے روزہ رکھنا شرط ہے۔ البتہ نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔ ہاں اگر چوبیس گھنٹے کا نفلی اعتکاف کرنا ہو تو روزہ رکھ لینا چاہئے۔

اعتکاف کے آداب ومستحبات: معتکف اچھی بات کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرے

، ذکر وفکر میں مشغول رہے، ، دینی مسائل اور معلومات پر غور کرے، تسبیح وتہلیل اور حمد وثناء کرتا رہے، قرآن حکیم کی تلاوت کرے اگر ترجمہ پڑھنا چاہے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن "کنزالایمان" پڑھے کیونکہ یہ ترجمہ الحمدللہ محبت خدا ورسول ﷺ سے سرشار ہوکر اوران کی محبت میں ڈوب کر لکھا گیا ہے، اس میں صرف لغت کی اندھی تقلید میں اللہ تعالیٰ اور پیارے نبی ﷺ کی شان میں نقص نہیں پیدا کئے گئے۔ تفسیر شریف پڑھنی ہو تو نورالعرفان، خزائن العرفان، تفسیر حسنات، تفسیر نعیمی، اور تفسیر مظہری وغیرہ کا مطالعہ اچھا رہے گا۔ مسائل کو جاننے اور یاد کرنے کیلئے بہار شریعت، سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے مدارج النبوۃ، سیرت مصطفیٰ ﷺ، سیرت رسول عربی ﷺ وغیرہ کتب موجود ہیں، فقہی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے جاء الحق، تصوف کے لئے عوارف المعارف، کشف المحجوب، اور نعتوں کے لئے حدائق بخشش، سامان بخشش وغیرہ کتب کا مطالعہ ایمان میں اضافے کا سبب ہوگا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ درود شریف اور دوسرے اذکار کا اہتمام کرے، دینی علوم پڑھائے، وعظ ونصیحت اور تبلیغ وتلقین میں وقت کو صرف کرے، دینی کتب کی تصنیف وتالیف کے کام میں مصروف ہونا بھی اعلیٰ عبادات میں سے ہے۔ موقع کو غنیمت جانتے ہوئے زندگی کی قضا نمازوں کی ادائیگی کرے، نوافل پڑھے۔

اعتکاف کرنے والی دینی بہنوں کے لئے چند خاص مسائل:

(۱) عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے۔ (عالمگیری، بہار شریعت)

(۲) شوہر نے بیوی کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب اگر روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا۔ (عالمگیری، بہار شریعت)

(۳) قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئی تو طہارت کے بعد فوراً اعتکاف کی جگہ پر چلی جائے۔ وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ بغیر عذر کے اعتکاف واجب و مسنون میں مسجد بیت سے نہیں نکل سکتی۔ اگرچہ گھر میں ہی رہی تو اعتکاف جاتا رہا۔

(عالمگیری، ردالمحتار، بہارِ شریعت)

(۴) اگر دورانِ اعتکاف حیض یا نفاس آ گیا تو اعتکاف کی قضاء کرے۔ اگر بعض دن کا اعتکاف فوت ہو تو بعض کی قضاء کرے اگر کل فوت ہو تو کل کی قضاء کرے۔

(۵) عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اُس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر رکھی ہے جسے "مسجد بیت" کہتے ہیں اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہیے کہ اُس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اُس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرے بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لئے گھر میں کوئی جگہ مقرر کر لے کہ نوافل کی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے.

(۶) اگر عورت نے نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ اگر اُس وقت یعنی جب اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لیا تو اُس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔

جن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے: عذرِ شرعی کے بغیر مسجد سے نکلنے سے۔ مریض کی عیادت کیلئے جانے سے۔ جنازہ میں شرکت کیلئے جانے سے۔ جماع کرنے سے، بوسہ لینے سے لمس اور معانقہ کرنے سے۔ بے ہوش ہو جانے یا مجنون ہو جانے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسجد سے نکلنے کے عذر: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں.

(۱) حاجتِ طبعی کہ مسجد میں پوری نہ کر سکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجاء، وضو اور اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں شرط یہ ہے کہ اگر مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور اگر صحن وغیرہ ہو کہ اُس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یونہی اگر مسجد میں وضو و غسل کے لئے جگہ بنی ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

(۲) حاجتِ شرعی مثلاً جمعہ کے لئے جانا یا اذان کہنے کے لئے مینارہ پر جانا۔ جب کہ مینارہ پر جانے کے لئے باہر ہی راستہ ہو اور اگر مینارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی مینارہ پر جا سکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (بہار شریعت)

مسائل ضروریہ:

مسئلہ: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کے فوراً بعد چلا آئے ٹھہرنے کی ضرورت نہیں اگر مسجد کے قریب قضائے حاجت کے لئے کوئی جگہ نہیں تو اپنے گھر قضائے حاجت کے لئے جا سکتا ہے۔

مسئلہ: کوئی دینی بھائی ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جہاں جمعۃ المبارک کی نماز نہیں ہوتی تو جمعۃ المبارک اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اُس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سُنتیں پڑھ سکے اور اگر دور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جا سکتا ہے مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی سے پہلے سُنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے اور یہ بات اُس کی رائے پر ہے جب اُس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت رہے گا چلا جائے اور فرض نماز کے بعد چار یا چھ رکعتیں سُنّت کی پڑھ کر چلا آئے۔

اور اگر پچھلی سُنّتوں کے بعد واپس نہ آیا وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا اگر چہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ مگر یہ مکروہ ہے اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جمعۃ المبارک ہوتا ہو تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلئے نہیں نکل سکتا۔

مسئلہ: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لئے نکلنے کی اجازت ہے (بہارِ شریعت بحوالہ درمختار)

مسئلہ: اگر وہ مسجد (جس میں معتکف تھا) گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کو بچانے کے لئے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لئے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لئے گیا اگر چہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔

(بہارِ شریعت، عالمگیری)

مسئلہ: ڈوبتے اور جلتے ہوئے کو بچانے کے لئے اعتکاف کو قربان کرنے میں حرج نہیں۔ جتنے دن اعتکاف میں رہا وہ اور آخر تک جتنے دن بیٹھے گا اُس کو نفلی ثواب ضرور ملے گا۔

(بہارِ شریعت)

مسئلہ: پاخانہ یا پیشاب کے لئے گیا تھا قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہو گیا۔

مسئلہ: معتکف مسجد میں ہی کھائے، پیئے، سوئے۔ ان امور کیلئے مسجد سے باہر جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا (درمختار، بہارِ شریعت) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو (بہارِ شریعت)

مسئلہ: معتکف نیند میں چلتے چلتے مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ : سحری یا افطاری کا انتظام نہ ہونے کی صورت میں معتکف گھر سے سحری یا افطاری کے لئے کھانا لاسکتا ہے البتہ گھر میں کھا نہیں سکتا۔ کھانا اپنے اعتکاف کے مقام پر آ کر کھائے۔

مسئلہ : معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔

مسئلہ : معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات نہ ہو تو حرج نہیں اور بُری بات سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں۔ بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بُری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ، یعنی مباح بات معتکف کو مکروہ ہے ضروری بات معتکف کو جائز ہے جبکہ بوقت ضرورت ہو اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ : کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی ہو تو اس سے پیشتر بھی اُس منت کو پورا کر سکتا ہے یعنی جب کہ معلق نہ ہو اور مسجد حرام شریف میں اعتکاف کرنے کی نیت مانی ہو تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ : ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روزہ کے بدلے بقدر صدقۂ فطر مسکین کو دے دیا جائے جبکہ وصیت کی ہو اُس پر واجب ہے کہ وصیت کر جائے اور وصیت نہ کی مگر وارثوں نے اُس کی طرف سے فدیہ دے دیا تب بھی جائز ہے مریض نے منت مانی اور وہ مر گیا تو اگر ایک دن بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روزہ کے بدلے صدقۂ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں (عالمگیری)

مسئلہ : نفلی اعتکاف چھوڑ دے تو اُس کی قضا نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور مسنون اعتکاف

کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لئے بیٹھا تھا اُسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اُس ایک دن کی قضا کرے پورے دس دنوں کی قضاء واجب نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ : اعتکاف کی قضاء صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے توڑا اگر بیمار ہوگیا یا بلا اختیار چھوڑا، جنون اور بے ہوشی طویل طاری ہوگئی اُن میں بھی قضاء واجب ہے اور اگر اُن میں بعض فوت ہو تو کل کی قضاء کی حاجت نہیں بلکہ بعض کی قضاء کر دے اور کل فوت ہو تو کل کی قضاء کرے (بہارِ شریعت)

مسئلہ : معتکف کو اپنی یا بچوں کی ضرورت کے لئے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو اگر ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ زیادہ نہ گھیرے۔ خرید و فروخت بقصد تجارت جائز نہیں (درمختار، ردالمحتار، بہارِ شریعت)

مسئلہ : معتکف نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ : معتکف کے لئے بیوی کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے اگر انزال ہو گیا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔ احتلام ہو جائے یا خیال جمانے اور نظر جمانے سے انزال ہو گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا (عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ : معتکف اذان دے سکتا ہے، مسجد کی صفیں بچھا سکتا ہے، مسجد کی صفائی کر سکتا ہے۔

مسئلہ : معتکف سونے کے لئے موٹی دری یا کمبل بچھائے تا کہ احتلام ہونے کی صورت میں مسجد کی صف خراب نہ ہو۔

مسئلہ : معتکف فجر کی نماز کے بعد اپنے اعتکاف کی جگہ کا انتظام کرے۔

مسئلہ : معتکف کو بیسویں روزے کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جانا چاہیے غروب آفتاب کے ایک لمحہ بعد بھی داخل ہو گا تو اعتکاف نہ ہو گا۔

مسئلہ : معتکف صرف منجن یا ٹوتھ پیسٹ کے لئے وضو خانے نہیں جا سکتا اگر جائے گا تو

اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ نیز وضو پر وضو کرنے بھی نہیں جا سکتا۔ البتہ وضو ٹوٹنے پر وضو کرنے جا سکتا ہے۔

مسئلہ : معتکف کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے لئے وضو خانے نہیں جا سکتا البتہ مسجد میں برتن کا انتظام کر لے اور مسجد کا احترام ملحوظ خاطر رکھے۔

مسئلہ : والد / والدہ کے انتقال کر جانے پر معتکف نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا بیمار ہونے کی صورت میں دوائی کے لئے مجبور ہو تو باہر جا سکتا ہے البتہ ڈاکٹر کا انتظام ہونے کی صورت میں باہر نہیں جا سکتا۔

گرمی کی وجہ سے اعتکاف میں غسل کرنے کا حکم: بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ گرمیوں کے موسم میں دس دن بغیر غسل کے گذارنا سخت تنگی کا باعث ہے، بدن پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے، اور گرمی اور بدبو کی وجہ سے سخت برا حال ہو جاتا ہے اس صورت میں کیا یہ ممکن ہے کہ بدن کو ٹھنڈک پہنچانے کیلئے غسل کر لیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال تو ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ گرمیوں کے لمبے دنوں میں پیاس سے برا حال ہو جاتا ہے تو کیا پیاس مٹانے کیلئے روزے کی حالت میں پانی پینے کی اجازت ہے؟ جس طرح روزے کی حقیقت یہ ہے کہ طلوع فجر سے لیکر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور عملِ زوجیت سے رکا جائے اسی طرح اعتکاف سنت کی حقیقت یہ ہے کہ دس دن تک مسجد میں قیام کیا جائے اور بغیر حاجتِ انسانی (پیشاب، پاخانہ وغیرہ) اور ضرورت شرعیہ (نماز جمعہ کیلئے جامع مسجد میں جانا، یا احتلام کی صورت میں غسل کرنا) کے مسجد سے نہ نکلے۔ جس طرح روزے میں ایک گھونٹ پانی پی لینے سے روزے فاسد ہو جاتا ہے اسی طرح اعتکاف میں ایک بار بھی بغیر حاجتِ انسانی اور بغیر ضرورت شرعیہ مسجد سے نکلنے سے اعتکاف

ٹوٹ جاتا ہے۔ جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ بہت مشکل اور دشوار عبادت ہے تو اس کو دس دن کی یہ مشقت اٹھانے پر کون مجبور کر رہا ہے؟ کسی مسنون عبادت کی شرعی حدود میں ترمیم کا مطالبہ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اس عبادت کو اپنے ذمہ ہی نہ لے۔

(شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی جلد 3 ص 6-225)

مزید برآں: اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف، کتاب الصوم میں باب الاعتکاف میں شیخ المشائخ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ غسل کے لئے مسجد سے نکلنے کے جواز میں میں نے کوئی روایت نہیں دیکھی۔

لیلۃ القدر کا بیان

ماہ رمضان المبارک کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک اہم اور اعظم نعمت "لیلۃ القدر" ہے۔ اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ ان بھی افضل ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

"لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ" یعنی لیلۃ القدر (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(القدر 3)

حضور اکرم ﷺ نے بھی شب قدر کی فضیلت کو بیان فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من قام لیلۃ القدر ایماناً و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه" یعنی جس نے حالت ایمان میں اپنا احتساب کرتے ہوئے شب قدر میں قیام کیا (نوافل وغیرہ پڑھے) اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 2014)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا......

جس نے اس رات کی تلاش میں قیام کیا اور وہ اسے نصیب ہو گئی تو اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ

معاف کردیئے گئے۔ (مسند احمد جلد 5 ص 318)

یہ رات چھپائی کیوں گئی ؟: اس رات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب علیہ السلام نے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ اس کو تلاش کریں اور ہر رات اللہ کی عبادت میں گزاریں۔ اگر اس رات کی تعیین کردی جاتی اور اسے بیان کردیا جاتا تو لوگ باقی دنوں میں عبادت ترک کردیتے، جیسا کہ پاک محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا...... اگر لوگ باقی راتوں میں عبادت کو ترک نہ کریں تو میں تمہیں اس رات سے آگاہ کردیتا۔ (مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 178)

لیلۃ القدر کی علامات: اللہ تعالیٰ اور پیارے نبی ﷺ نے اس رات کو تو پوشیدہ رکھا مگر اپنے دیوانوں کو اس کی کچھ علامات سے آگاہ ضرور کردیا تاکہ لوگ اس سے بالکل غافل نہ ہو بیٹھیں کہ "پتا نہیں ملے یا نہ ملے چھوڑو اس کو"......

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یہ رات صاف شفاف ہوتی ہے اس میں نہ گرمی ہوتی ہے نہ سردی، (بلکہ درمیانی کیفیت ہوتی ہے) اس رات چاند ہونے کے باوجود ستارے واضح ہوتے ہیں اور اس دن سورج شیطان کے بغیر طلوع ہوتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ جلد 3 ص 330)

دیگر روایات کے مطابق اس سے اگلے دن کا سورج شعاؤں کے بغیر طلوع ہوتا ہے۔ اس رات کی مزید نشانیاں یہ ہیں کہ...... وہ رات روشن ہوتی ہے، نہ گرم نہ ٹھنڈی، اس رات نہ بادل ہوتے ہیں اور نہ ہوا (یعنی تیز ہوا آندھی وغیرہ) اور نہ ہی اس رات ستارے ٹوٹتے ہیں۔
(طبرانی کبیر جلد 22 ص 59)

شب قدر پانے کا طریقہ: نبی مکرم ﷺ کو اپنی گناہگار امت سے اسقدر پیار اور محبت ہے کہ آپ نے لیلۃ القدر کو پانے کا طریقہ بھی بیان فرمادیا...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... "مَنْ صَلّٰی الْعِشَاءَ الْاٰخِرَۃَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَقَدْ اَدْرَکَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ" یعنی جس نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے شب قدر کو پالیا۔ (صحیح ابن خزیمہ جلد 3 ص 333)

لیلۃ القدر کی دعا: حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں شب قدر کو پالوں تو کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَا غَفُوْرُ" (ترجمہ) اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے معافی کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 182)

شب قدر کے نوافل: شب قدر میں ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق نوافل، ذکر واذکار اور تسبیح و تہلیل کر سکتا ہے۔ بزرگان دین نے لوگوں کی سہولت کیلئے کچھ نوافل کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

چار رکعت نفل: ایک سلام کے ساتھ اس طرح پڑھیں کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ التکاثر "الھکم التکاثر" اور تین بار سورۃ الاخلاص "قل ھو اللہ احد" پڑھیں۔ جو شخص یہ نوافل پڑھے، اس کو موت کی سختیوں میں آسانی ہوگی اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

دو رکعت نفل: اس طرح پڑھیں کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد سات مرتبہ "سورۃ الاخلاص" پڑھیں۔ سلام کے بعد سات مرتبہ "استغفر اللہ" پڑھیں۔ ان نوافل کو پڑھنے والا ابھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا کہ اس پر اور اس کے والدین پر اللہ کی رحمت برسنی شروع ہو جاتی ہے۔

چار رکعت نفل: اس طرح پڑھیں کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد ایک بار "انا انزلناہ فی لیلۃ

القدر "(پوری سورت) اور ستائیس 27 بار سورۃ الاخلاص پڑھیں۔ یہ شخص گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے جنا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ہزار محل عطا فرمائے گا۔

چار رکعت نفل: اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد "انا انزلناہ" تین بار اور "سورۃ الاخلاص" پچاس بار پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدے میں جا کر ایک بار یہ کلمات پڑھے "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر"۔ اس کے بعد جو دعا بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے گا اور اس کے سب گناہ بخش دے گا۔

(فضائل الایام والشہور ص 441)

ان عبادات و نوافل کے علاوہ دیگر نیک کام مثلاً محافل نعت و محافل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے ان میں حاضری دینا بھی باعث اجر و برکت ہے۔ خصوصاً ایسی محافل جن میں مستند علماء اہلسنت بیان فرمائیں، ان میں شرکت کرنا سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔

حرف آخر: ماہِ رمضان المبارک عبادات پر ثوابات کے اعتبار سے تمام مہینوں کا سردار ہے۔ یہ ایسا عظیم بابرکت مہینہ ہے کہ اس مہینے میں ہر عبادت کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور گناہوں سے پرہیز کی مشق شیطان کو قید کر کے کروائی جاتی ہے۔ تمام مسلمان اس مہینے کو غنیمت جانیں اور اپنے نامۂ اعمال کے ایک حصے کو پُر اور دوسرے کو خالی کرنے میں از بس کوشش و سعی فرمائیں۔